دورِ خلافت و ترکِ موالات

تجاویز اجلاس دوم جمعیۃ علماء ہند

زیر صدارت

قطب العالم شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

جمعیۃ علمائے ہند کا دوسرا سالانہ اجلاس ۷-۸-۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو دہلی میں منعقد ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جس شان و شوکت اور امن و اطمینان سے ہوا وہ دیکھنے والوں کے دل خوب جانتے ہوں گے۔ ہندوستان۔ بنگال۔ سندھ۔ صوبہ سرحدی۔ غرضکہ ہر گوشۂ ملک کے نمائندے علماء کرام موجود تھے۔ پانسو سے زیادہ صرف علماء حضرات شریک جلسہ ہوئے جن کی مفصل فہرست رودادِ جلسہ میں مندرج ہو کر شائع ہوگی۔ چند حضرات علماء کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

مولانا محمد عبد الباری صاحب۔ مولانا ابو الکلام آزاد۔ مولانا محمد عبد الماجد بدایونی مولانا آزاد سبحانی۔ مولانا عبد الکافی الہ آبادی۔ مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری۔ مولانا داؤد غزنوی۔ مولانا فضل اللہ مدراسی۔ مولانا حبیب الرحمٰن نائب مہتمم دار العلوم دیوبند۔ مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری سابق ناظم ندوۃ العلماء۔ مولانا مرتضیٰ حسن مرادآبادی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہم۔

اجلاس کی مفصل روداد تو بعد میں شائع ہوگی سر دست تجاویز کی نقل اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دامت فیوضہم کی افتتاحی تقریر جو آخری اجلاس میں سنائی گئی بغرض اطلاع عام شائع کی جاتی ہے۔

تجویز نمبر ۱ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ احکام شرعیہ کا پورا احترام اور عمل کرنے کی دل سے سعی کیا کریں۔ وضع۔ لباس۔ اخلاق۔ برتاؤ۔ بالخصوص فرائض میں اس کا التزام نہایت ضروری سمجھیں۔

تجویز نمبر ۲ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس کامل غور کے بعد مذہبی احکام کے مطابق اعلان کرتا ہے کہ موجودہ حالت میں گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ موالات اور نصرت کے تمام تعلقات اور معاملات رکھنے حرام ہیں جس کے ماتحت حسب ذیل امور بھی واجب العمل ہیں۔

(۱) خطابات اور اعزازی عہدے چھوڑ دینا۔

(۲) کونسلوں کی ممبری سے علیحدگی اور امیدواروں کے لئے رائے نہ دینا۔

(۳) دشمنان دین کو تجارتی نفع نہ پہنچانا۔

(۴) کالجوں اسکولوں میں سرکاری امداد قبول نہ کرنا اور سرکاری یونیورسٹیوں سے تعلق قائم نہ رکھنا۔

(۵) دشمنان دین کی فوج میں ملازمت نہ کرنا۔ اور کسی قسم کی فوجی امداد نہ پہنچانا۔

(۶) عدالتوں میں مقدمات نہ لے جانا اور وکیلوں کیلئے ان مقدمات کی پیروی نہ کرنا۔

محرک۔ مولوی حافظ احمد سعید صاحب۔

مؤید۔ مولوی مرتضیٰ حسن صاحب۔ مولوی داؤد صاحب غزنوی۔ مولوی محمد داؤد صاحب توحید۔ مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب۔ مولانا عبدالماجد صاحب۔ مولوی نثار احمد صاحب۔ مولوی عبدالحلیم صاحب صدیقی۔ مولوی آزاد سبحانی صاحب

تجویز نمبر ۳ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ ترک موالات کے سلسلہ میں طلبہ کے ان اسکولوں اور کالجوں کے چھوڑنے کو جو گورنمنٹ سے امداد حاصل کرتے اور سرکاری یونیورسٹی سے الحاق رکھتے ہیں۔ شرعی حیثیت سے ضروری سمجھتا ہے۔ اور جن طلباء نے اپنے کالجوں اور اسکولوں کو چھوڑ دیا ہے ان کے اس فعل کو اسلامی احکام کی تعمیل سمجھتا ہے۔

تجویز نمبر ۴ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس اپنے ملکی بھائیوں کی خلافت کے مسئلہ میں شرکت عمل کو بنظر امتنان دیکھتا ہے اور مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنے ہموطن بھائیوں سے حدود شرعیہ کے اندر رہ کر اور زیادہ خوشگوار تعلقات پیدا کرنیکی کوشش جاری رکھیں گے

تجویز نمبر ۵ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ خلافت اسلامیہ کی حمایت اور دوسری قومی و ملی ضروریات کی کثرت کا لحاظ کرتے ہوئے ضروری ہوگیا ہے کہ مسلمانوں کا ایک قومی بیت المال قائم کیا جائے اور سردست اسکا نظام مرتب کرنے کے لئے ایک خصوصی جماعت معین کر دی جائے جو اپنی رپورٹ تین ماہ کے اندر جمعیۃ علماء ہند کے دفتر میں ارسال کر دے

تجویز نمبر ۶ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ جلسہ تجویز کرتا ہے کہ ترک موالات کے سلسلہ میں تبلیغ کا شعبہ خاص اہتمام سے جاری کیا جائے اور تمام اطراف میں وفود بھیجے جائیں اور مجلس منتظمہ مبلغین و دعاۃ کا جلد سے جلد انتخاب عمل میں لائے۔

تجویز نمبر ۷ | جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس علیگڑھ کالج کی ذمہ دار جماعت کے اس فعل کو کہ مسجد میں قومی یونیورسٹی کے اساتذہ اور طلبہ کے نماز پڑھنے سے تعرض کرتے ہیں اسلامی احکام کی صریح خلاف ورزی اور مسجد کی حرمت کو زائل کرنے والا سمجھتا ہے۔

تجویز نمبر ۸ | جمعیۃ علماء ہند کا یہ جلسہ حکام کی اس جابرانہ کارروائی پر جو اس نے علماء کرام اور خدام خلافت کے ساتھ روا رکھی ہے حقارت و نفرت کا اظہار کرتا ہے نیز جو تکلیفیں کہ ان بیگناہوں کو جیل خانہ میں دی جاتی ہیں ان کو انسانی اور اخلاقی شرافت کے خلاف سمجھتا ہے اور ان مظلوموں سے توقع رکھتا ہے کہ وہ ان مصائب کا پورے استقلال اور استقامت سے مقابلہ کریں گے۔

تجویز نمبر ۹ | جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس نہایت افسوس اور درد کے ساتھ بعض علماء زمانہ کے اس طرز عمل سے مخالفت اور برئت کا اظہار کرتا ہے جنہوں نے ترک موالات جیسے صریح و واضح حکم شرعی کے وجوب اور نفاذ سے انکار کیا ہے یا اس بارے میں شکوک و شبہات عارض کئے ہیں۔ نیز اعلان کرتا ہے کہ علماء ہند ان کے اس فعل کے ذمہ دار نہیں ہیں اور عام مسلمانوں کو متنبہ کرتا ہے کہ وہ ان افراد کے قول و فعل کو عام علماء کا

حکم تصور نہ کریں۔

تجویز نمبر ۱۰ جمعیۃ علمائے ہند کا یہ اجلاس ان تمام قومی درسگاہوں کے منتظمین اور ارکان کی نسبت جنہوں نے سرکاری اعانت اور سرکاری یونیورسٹیوں کے ساتھ الحاق کے ترک کرنے اور اس بارے میں احکام شرعیہ کی سماعت و اطاعت سے انکار کر دیا ہے یہ اعلان کرتا ہے کہ انہوں نے اہل اسلام کو چھوڑ کر اعداء اسلام کا ساتھ دیا ہے۔ پس جب تک وہ اپنے اس فعل سے رجوع نہ کریں تمام مسلمانوں کو ان کی اعانت و امداد سے دست بردار ہونا چاہیے۔ نیز طلباء اور ان کے سرپرست اور اساتذہ کو ان کالجوں، اسکولوں سے کوئی علاقہ نہیں رکھنا چاہیے۔

تجویز نمبر ۱۱ جمعیۃ علماء ہند کا یہ اجلاس ارکان ندوۃ العلماء کے اس کمال جذبۂ حق و صداقت کو جس کی وجہ سے سرکاری امداد لینے سے انہوں نے انکار کر دیا ہے نہایت استحسان کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے قومی و ملی ایثار کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علماء ہند کی اختتامی تقریر جو حضرت ممدوح کے حکم سے آخری اجلاس میں پڑھی گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حضرات علماء کرام اور حضار جلسہ میں اولاً جمعیۃ کی تمام کارروائیوں کے باحسن اسلوب انجام پانے پر خدائے قادر و توانا کا شکر ادا کرتا ہوں اور ثانیاً یہ عرض ہے کہ اگرچہ میں ناقابل انکار عذر کی وجہ سے آپ کے جلسوں کی شرکت سے بظاہر محروم رہا لیکن آپ یقین کیجئے کہ میرا دل آپ کے مجمع سے بہت کم غائب ہوا ہے اور مجھے یہ معلوم ہو کر نہایت مسرت ہوئی کہ جسم قوم کی روح جمعیۃ علماء ہند نے بعض ان شعب سیاسیہ میں پھر ایک مرتبہ اپنی زندگی کا ثبوت

پیش کیا ہے جن میں وہ بالکل مردہ سمجھی جا رہی تھی۔ اور جن میں اگر وہ مردہ ثابت رہتی تو اسلامی عزت و وقار کا بالکل ہی خاتمہ تھا۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر علم و تدین اگر اب بھی عالم اسلامی کے خوفناک مصائب سے آنکھ بند کئے رکھنے کی اجازت دیتا تو آج دنیا ہماری غیرت ایمانی اور شرافت انسانی دونوں کے بیک وقت دفن کئے جانے پر ماتم کناں ہوتی۔ اور اب بھی اگر ہم چند تجاویز پاس کر کے اور صرف چند ساعتوں کی گرمی محفل کو اپنی تمام تقریروں اور خطبوں کا ماحصل سمجھ کر منتشر ہو گئے تو ہماری مثال ٹھیک اس مریض کی سی ہو گی جو ایک اکسیر شفا کی تکرار زبان سے بار بار کرتا ہے۔ لیکن اس کا استعمال ایک دفعہ بھی نہ کرے۔

میں اس وقت آپ سے رخصت ہو رہا ہوں اور جو کچھ مجھے کہنا تھا خطبۂ صدارت میں کہہ چکا ہوں اور جو مبسوط مضمون مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی نے آپ کو آج ہی کے اجلاس میں سنایا ہے اس کے ضمن میں بھی میرے مقاصد اور محسوسات نہایت خوبی سے ادا ہو گئے ہیں اور حضرات علماء متدینین نے بحث و تمحیص کے بعد جو امور طے کئے ہیں ان سے بھی یہ بندہ ضعیف عملاً علیحدہ نہیں ہے۔ اس لئے اب مجھ کو زائد کہنے کی ضرورت نہیں کہ ہم سب کو مل کر متوکلاً علی اللہ ان طے شدہ تجاویز پر عمل کرنا اور کرانا چاہیئے جن سے ہمارے ایمان، ہمارے کعبہ، ہماری رافت، ہماری عزت و آبرو، ہمارے مقامات مقدسہ، اور ہمارے وطنی اور قومی حقوق کا تحفظ ہو سکتا ہے۔ اگر اس وقت بھی ہم نے غفلت اور تن آسانی اختیار کی تو تنہا یہ عافیت حاصل کرنے کا یہ آخری موقع ہو گا جس کو ہم جان بوجھ کر اپنے ہاتھ سے کھو دیں گے۔ جو صراط مستقیم آپ نے معلوم کر لیا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں اس پر سیدھے چلے جایئے اور یمین و شمال کی طرف مطلق التفات نہ کیجئے ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ۔ جو لوگ اس وقت آپ سے علیحدہ ہیں ان کو بھی حکمت اور موعظۂ حسنہ سے اپنی جماعت کے اندر جذب کیجئے۔ اور اگر اس میں مجادلہ کی نوبت آئے تو بالتی ہی احسن ہونا چاہیئے۔

مجھے شبہ نہیں کہ حق تعالیٰ شانہ نے آپ کی ہموطن اور ہندوستان کی سب سے زیادہ

کثیر التعداد قوم (ہنود) کو کسی نہ کسی طریق سے آپ کے ایسے پاک مقصد کے حصول میں مؤید بنا دیا ہے اور میں ان دونوں قوموں کے اتفاق و اجتماع کو بہت ہی مفید اور ضروری سمجھتا ہوں اور حالت کی نزاکت کو محسوس کر کے جو کوشش اس کے لئے فریقین کے عمائدنے کی ہے اور کر رہے ہیں اس کی میرے دل میں بہت قدر ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ صورت حال اگر اس کے خلاف ہو گی تو وہ ہندوستان کی آزادی کو آئندہ ہمیشہ کے لئے ناممکن بنا دے گی ادھر دفتری حکومت کا آہنی پنجہ روز بروز اپنی گرفت کو سخت کرتا جائے گا اور اسلامی اقتدار کا اگر کوئی دھندلا سا نقش باقی رہ گیا ہے تو وہ بھی ہماری بداعمالیوں سے حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ کر رہے گا۔ اس لئے ہندوستان کی آبادی کے یہ دونوں عنصر بلکہ سکھوں کی جنگ آزما قوم کو ملا کر تینوں اگر صلح و آشتی سے رہیں گے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی چوتھی قوم خواہ وہ کتنی ہی بڑی طاقتور ہو ان اقوام کے اجتماعی نصب العین کو محض اپنے جبر و استبداد سے شکست دے سکے گی۔ ہاں میں یہ پہلے ہی کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی باہمی مصالحت اور آشتی کو اگر آپ خوشگوار اور پائیدار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دلنشین کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی باندھی حدود میں ان سے کوئی رخنہ نہ پڑے جس کی صورت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس صلح و آشتی کی تقریب سے فریقین کے مذہبی امور میں کسی ادنیٰ امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دنیوی معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی فریق کی ایذا رسانی اور دل آزاری متصور ہو۔

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب تک بہت جگہ عمل ان کے خلاف ہو رہا ہے۔ مذہبی معاملات میں تو بہت لوگ اتفاق ظاہر کرنے کے لئے اپنے مذہب کی حد سے گذر جاتے ہیں لیکن محکموں اور ابواب معاش میں ایک دوسرے کی ایذا رسانی کے درپے رہتے ہیں۔

میں اس وقت جمہور سے خطاب نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری یہ گذارش دونوں قوموں کے زعماء (لیڈروں) سے ہے کہ ان کو جلسوں میں ہاتھ اٹھانے والوں کی کثرت اور ریزولیشنوں کی زبانی تائید سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ کہ یہ طریقہ سطحی لوگوں کا ہے۔ ان کو ہندو مسلمانوں کے تجی

معاملات اور سرکاری محکموں میں متعصبانہ رقابتوں کا اندازہ کرنا چاہیئے۔ اگر فرض کرو ہندو مسلمان کے برتن سے پانی نہ پیئے یا مسلمان ہندو کی ارتھی کو کندھا نہ دے تو یہ اُن دونوں کے لئے مہلک نہیں۔ البتہ ان دونوں کی وہ حریفانہ جنگ آزمائیاں اور ایک دوسرے کو ضرر پہنچانے اور نیچا دکھانے کی وہ کوششیں جو انگریزوں کی نظروں میں دونوں قوموں کا اعتبار ساقط کرتی ہیں اتفاق کے حق میں سم قاتل ہیں مجھے امید ہے کہ آپ حضرات میرے اس مختصر مشورہ کو سرسری نہ سمجھ کر ان باتوں کا عملی انسداد کریں گے۔

اب آخر میں میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جل شانہ ہم کو اور آپ کو نیکی اور سمجھ دے اور ہمارے دلوں کو سیدھا کرنے کے بعد کج نہ کرے اور ہماری وجہ سے ہمارے مذہب پر دوسروں کو تضحیک کا موقع نہ دے اور ہم کو ہر ایک آسان اور کٹھن منزل میں صبر و استقلال کے ساتھ ثابت قدم رکھے اور اس وقت کے حالات سے بہتر حالات میں پھر ہم کو جمع کرے آمین یارب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

آپ کا دعا گو اور خیراندیش محمود حسن عفا اللہ عنہ۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء